باب 2 تعلیم کا دائرہ کار اور وظائف
(Scope and Functions of Education)

علم التعلیم کا دائرہ کار (Scope of Education)

تعلیم ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس کی مدد سے انسان کی جسمانی، روحانی، ذہنی، اخلاقی اور نفسیاتی نشوونما اور بالیدگی ممکن ہو جاتی ہے۔ مقاصد تعلیم طے کرنے کے لیے تعلیم ہماری مدد کرتی ہے۔ معاشرے کی ضروریات طالب علموں کی استعداد اور نفسیاتی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نصاب تعلیم مرتب کیا جاتا ہے۔ مؤثر تدریسی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں جن کی مدد سے مقاصد تعلیم کا حصول ممکن ہو جاتا ہے اور طالب علم کی متوازن شخصیت تعمیر ہوتی ہے۔ تعلیم کا جدید اور واضح تصور یہ ہے کہ تعلیم ایک ایسا معاشرتی عمل ہے جس کی مدد سے طلبہ معاشرتی مطابقت حاصل کر کے انفرادی اور معاشرے کی اجتماعی نشوونما کا باعث بنتے ہیں۔

یہ بات طے ہے کہ اگر کسی فرد کو تعلیم میسر نہ آئے تو اس کی بے شمار صلاحیتیں دبی رہ جاتی ہیں یا منفی رُخ اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے ماحول اور معاشرے کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ تعلیم سے انسان کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور اس کی صلاحیتیں معاشرے کے لیے مثبت تبدیلی لاتی ہیں۔ معاشرہ افراد سے ترتیب پاتا ہے۔ اچھے افراد مل کر اچھا معاشرہ بناتے ہیں۔

معاشرہ انسانوں کا مجموعہ ہے اور ہر انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندہ رہے۔ اسی طرح دُنیا کے آغاز سے ہی ہر معاشرہ کی یہ خواہش رہی ہے کہ اس کے اعتقادات اس کے نظریات، اس کے مقاصد، اس کے رہنے سہنے کے طریقے، اس کا مذہب اور تصورِ کائنات اور اس کی روایات زندہ رہیں۔ وہ اپنے ثقافتی ورثے اور تہذیب و تمدن کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرنا چاہتا ہے۔ یہ مقاصد صرف تعلیم کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔

تعلیم معاشرے کی ایک سوچی سمجھی کوشش ہوتی ہے جو معاشرہ اس لیے کرتا ہے کہ اس کا وجود ہمیشہ باقی رہے اور اس کے افراد معاشرہ کی تربیت اس انداز میں ہو کہ وہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ اپنی معاشرتی زندگی میں مناسب تبدیلیاں پیدا کر سکیں۔ تعلیم ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعہ معاشرہ اپنا فکری، ثقافتی اور تہذیبی سرمایہ آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے اور اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔ تعلیم وہ نظام ہے جس سے معاشرہ اپنے افراد کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ ایک خاص قسم کے طرز معاشرت کو عملاً اپنا لیتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ تعلیم معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی تربیت اور نشوونما کا فریضہ انجام دیتی ہے تربیت کے سلسلہ میں خوشگوار اور مثبت نتائج کے حصول کے لیے طلبہ کے رُجحانات اور ان کی مستقبل کی ضروریات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ طلبہ کی ایسی ضروریات پوری کرنے کے لیے پاکستان میں ''علم التعلیم'' کا مضمون متعارف کرایا گیا ہے طلبہ نے اس مضمون میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس باب میں طلبہ اور معاشرے کی ضروریات کے حوالے سے اس مضمون کے دائرہ کار اور تعلیم کے وظائف کو سمجھنے کی کوشش کی جائے

گی۔ پچھلے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ تعلیم ایک ایسا معاشرتی عمل ہے جس میں فرد کی زندگی کے انفرادی اور معاشرے کے اجتماعی، سیاسی، نظریاتی اور معاشی پہلو شامل ہیں۔ تعلیم فرد اور معاشرہ، دونوں میں توازن قائم رکھتے ہوئے فرد کی جامع اور مکمل نشوونما کے مواقع فراہم کرتی ہے اس میں رسمی اور غیر رسمی تعلیم بھی شامل ہے۔

تعلیم جن موضوعات سے بحث کرتی ہے اور جن طریقوں سے تعلیم وقوع پذیر ہوتی ہے ان سب کے علم کو آج علمِ تعلیم یا ''علم التعلیم'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یعنی ایسا مضمون جس میں انسانی فطرت کا اس پہلو سے مطالعہ کیا جاتا ہے کہ انسان کا معاشرتی ورثہ کیا ہے؟ اسے آئندہ نسلوں تک کیسے منتقل کیا جاتا ہے؟ معاشرے کے استحکام کے لیے اس کے ثقافتی ورثہ کی تعمیرِ نو کیسے ممکن ہے؟ انسانی نفسیات کیا ہے؟ اور انسان کیسے مختلف عادات اختیار کرتا ہے؟ اس کے رُجحانات میں کیسے تبدیلی لائی جائے تاکہ وہ بہترین عادات اور کردار کا مالک بن جائے اور معاشرے کی ترقی کا ضامن ہو۔

- ☆ علمِ تعلیم یا علم التعلیم سے مراد وہ مضمون ہے جس کی مدد سے ہم تعلیم کے مقاصد، نصاب، طریقہ ہائے تدریس، جائزہ، اُستاد اور شاگرد کے تعلقات، مدرسہ اور معاشرہ کے تعلقات کے علاوہ نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کو زیرِ بحث لاتے ہیں تاکہ درست راستہ اختیار کر کے فرد اور معاشرے کی اصلاح کر سکیں۔
- ☆ علم التعلیم انفرادی، قومی اور بین الاقوامی رویوں سے متعلق معلومات کے حصول میں ہمارا معاون ہے۔ یہ تعلیم کی نظریاتی، نفسیاتی، معاشرتی اور معاشی بنیادوں کو سمجھنے اور ان میں مثبت تبدیلیاں لانے میں ہماری مدد کرتا ہے۔
- ☆ علم التعلیم باقاعدہ ایک سائنس ہے۔ جس کی مدد سے تعلیمی پالیسی تشکیل دی جاتی ہے۔ پالیسی ساز مقاصدِ تعلیم طے کر کے ان کے حصول کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔
- ☆ تعلیمی اداروں اور تعلیمی معاملات کی نگرانی کرنے والے منتظمین اس مضمون کے مطالعے کے بغیر تعلیمی اُمور کے اُصولوں کو نہیں سمجھ سکتے۔
- ☆ اس مضمون کے مطالعے کے بغیر ایک اُستاد تدریسی طریقوں، طلبہ کے تعلیمی مسائل، تعلیمی نفسیات اور جائزے کے طریقوں سے واقف نہیں ہوتا اور ایک کامیاب معلّم نہیں بن سکتا۔
- ☆ علم التعلیم نو عمر ہونے کے باوجود ایک ایسا مضمون ہے جو بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ پاکستان کے طلبہ میں بھی یہ مضمون بہت مقبول ہے۔ میٹرک سے پی ایچ ڈی تک یہ مضمون متعارف ہو چکا ہے۔ جوں جوں تعلیم میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اس مضمون کے بہت سے نئے اور مفید پہلو بھی سامنے آ رہے ہیں۔ جن کو سامنے رکھے بغیر تعلیمی معاملات کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ مقاصدِ تعلیم، تعلیمی پالیسی، تربیتِ اساتذہ، تدوینِ نصاب، تعلیمی انتظامیات، طلبہ اور اساتذہ کے معاملات ایسے موضوعات ہیں جن کا تعلق براہِ راست اس مضمون سے ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اس لیے یہاں اس مضمون میں وہ موضوعات شامل کیے جائیں گے جو طالب علم کو بہترین مُسلمان اور پاکستان کا محبِ وطن شہری بنانے میں مددگار ثابت ہوں۔

علم التعلیم کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آرٹ ہے یا سائنس؟ لہٰذا آرٹ اور سائنس کا مفہوم سمجھنا بہت ضروری ہے۔
سائنس تجربے اور مشاہدے پر یقین رکھتی ہے جو چیزیں انسانی تجربے یا مشاہدے میں نہیں آتیں وہ سائنس کا درجہ حاصل نہیں کر پاتیں۔

سائنسی سوچ اور طرزِ فکر کی بنیاد کائنات کی ہر شے کا معروضی مطالعہ ہے۔ جس علم کے اجزا میں باہم ربط نہیں وہ سائنس نہیں۔ علم التعلیم منظّم اور مربوط علم ہونے کی وجہ سے ایک سائنس ہے۔ تعلیمی انتظامیات، طریقہ ہائے تدریس، نصاب سازی اور جائزہ کے میدان میں ایسی تحقیقات ہو رہی ہیں جن کی پیمائش کی جاسکتی ہے جو منظّم و مربوط ہیں اور سائنس کے معیار پر پوری اُترتی ہیں۔ اس لحاظ سے علم التعلیم ایک سائنس ہے۔

آرٹ ایسی منظّم سرگرمی کا نام ہے۔ جس میں فن کار اپنی تخلیقی صلاحیتیں کام میں لاتا ہے اور حالات و واقعات میں ایسی تبدیلی لاتا ہے جس سے اس کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ استاد بھی ایک ماہر فن کار کی طرح لگے بندھے اصولوں کا پابند نہیں ہوتا۔ وہ طلبہ کی نشوونما کے لیے حالات و واقعات میں اس طرح تصرف کرتا ہے جس سے تعلیمی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

علم التعلیم کے دو رُخ ہیں یہ سائنس بھی ہے اور آرٹ بھی۔ علم التعلیم سائنس اس لیے ہے کہ اس میں تجربات اور مشاہدات کے ذریعے تحقیق کی بنیاد پر تعلیمی مسائل کے حل کی کوشش کی جاتی ہے اور آرٹ اس لیے ہے کہ ایک استاد فن کارانہ انداز میں حالات و واقعات میں تصرف کر کے مطلوبہ تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تعلیم کے وظائف (Functions of Education)

تعلیم تین اہم وظائف سرانجام دیتی ہے۔ ماہرین تعلیم کی نظر میں یہ وظائف فرد کی تکمیل اور معاشرے کی صحت مند تشکیل کے لیے بہت ضروری سمجھے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- ثقافتی ورثے کا تحفظ اور منتقلی ۲- ثقافت کی تشکیلِ نو ۳- فرد کی ضروریات کی تکمیل

۱- ثقافتی ورثے کا تحفظ اور منتقلی (Preservation and Transfer of Culture)

ہمارا نظریۂ حیات، رہن سہن کے طریقے، ہمارا ادب، ہماری روایات، فنِ تعمیر، سوچ کے انداز، ہمارا لباس، اُٹھنا بیٹھنا، میل جول کے آداب اور طریقے مل کر ہماری ثقافت اور تہذیبی ورثہ کہلاتے ہیں۔ اس میں زندگی کے وہ تمام طریقے شامل ہیں جو ہم نے اپنے بزرگوں سے سیکھے ہیں۔

دنیا کے تمام مہذب معاشرے اپنے آباؤ اجداد کے ورثہ کو عزیز رکھتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ اپنے بزرگوں کی غلط اور نامعقول روایات کو بھی اپنائے رکھنا باعث عزت خیال کرتے ہیں۔ البتہ بزرگوں کی اچھی اور مفید روایات کو برقرار رکھنا چاہیے۔ یہ چیز معاشرے کی زندگی میں استحکام پیدا کرتی ہے اور تہذیبی ورثے کا تسلسل قائم رہتا ہے۔ تعلیم کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ تہذیب و ثقافت کی حفاظت کرے اور اسے آئندہ نسلوں کو منتقل بھی کرے۔

انسانی زندگی کے ابتدائی اَدوار میں بھی انسان اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتا تھا جو والدین کرتے تھے وہی کچھ بچہ سیکھ جاتا تھا۔ یہ طریقہ غیر رسمی تھا۔ لڑکے عموماً وہ کام سیکھ لیتے تھے جن کے ذریعے ان کی خوراک، رہائش اور لباس کا انتظام ہو جاتا تھا۔ لڑکیاں عموماً اُمورِ خانہ داری اور اولاد کی پرورش کے طریقے سیکھ جاتی تھیں۔ یہ سلسلہ صدیوں چلتا رہا۔

بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عموماً والدین اور بزرگوں پر عائد ہوتی تھی۔ بعد میں قبیلے کے رہنماؤں اور سرداروں نے بچوں کی رہنمائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ آج کے دَور میں ثقافت کے تحفظ اور منتقلی کی ذمہ داری خاندان کے علاوہ سکول، کالج اور دوسرے تعلیمی

ادارے ادا کرتے ہیں۔اس طرح تہذیب وثقافت ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہو رہی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

تہذیب وثقافت کے تحفظ اور منتقلی کے لیے تعلیم کے مقاصد، نصاب اور تدریسی طریقوں کا تعین کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ میں وہ خیالات اور اعتقادات منتقل ہوں جو قوم چاہتی ہے اور ان کے ذہنوں میں وہ اقدار واضح کر دی جائیں جن کو معاشرہ اپنا ثقافتی ورثہ خیال کرتا ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو ثقافت زوال پذیر ہو جاتی ہے اور ایسے معاشرے کا تشخص اور اس کی پہچان ختم ہو کے رہ جاتی ہے۔آج کے دور میں ہر قوم کا ثقافتی ورثہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ رسمی تعلیم کے بغیر اس کا تحفظ ممکن نہیں رہا۔اس لیے ہر ملک زرِ کثیر خرچ کر کے بہتر سے بہتر تعلیمی ادارے قائم کرتا ہے، اگر ثقافتی ورثہ کی منتقلی کے لیے اس طرح کے تعلیمی ادارے قائم نہ کیے جاتے تو یہ کام ناممکن ہو جاتا اور تمام ترقی رک جاتی۔اس کے نتیجے میں انسان پھر اپنی تمدنی تاریخ کے ابتدائی دور میں چلا جاتا۔

۲- ثقافت کی تشکیلِ نو (Reconstruction of Culture)

تعلیم کا صرف یہ کام نہیں کہ وہ تہذیبی ورثہ کا تحفظ کرے اور اسے آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کر دے بلکہ تعلیم کا انتہائی اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ معاشرتی زندگی کی تشکیلِ نو کرے ورنہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا تھا اور آج بھی ویسا ہی ہوتا جیسا آج سے ہزاروں سال پہلے تھا۔یعنی انسان جنگلوں اور پہاڑوں کی غاروں میں زندگی بسر کر رہا ہوتا اور آج کی پُر آسائش زندگی کا تصور بھی نہ کر سکتا۔ثقافت ہمیشہ ارتقا پذیر رہتی ہے کبھی جامد نہیں ہوتی۔ ہر معاشرہ دوسرے معاشروں کی بہت سی باتوں کو اختیار کر لیتا ہے۔لباس ، تراش خراش ، میل جول کے آداب، کھانے پینے کے آداب اور زندگی گزارنے کے دوسرے طریقوں میں ہر روز نئی تبدیلیاں آ رہی ہیں یہاں تک کہ تعلیم کے تحت ثقافت کے نظریاتی پہلوؤں میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے مشینوں کی ایجاد سے زندگی گزارنے کے طریقوں میں سہولتیں مہیا ہونے پر ثقافت کے عملی پہلو میں تو بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، ٹیلی فون اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی بدولت دُنیا بہت سمٹ گئی ہے۔اس کے زیرِ اثر ہر ملک کی ثقافت کے نظری اور عملی دونوں پہلو متاثر ہو رہے ہیں۔ایسے میں نئی نسل کو اپنی روایات، اقدار اور علوم وفنون کی صحیح خطوط پر تربیت دینا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ معاشرہ کی صحیح خطوط پر رہنمائی کا فریضہ صرف تعلیم سرانجام دیتی ہے۔

بے جا تقلید اور ثقافتی ورثے کا تحفظ کوئی قابلِ فخر بات نہیں، اگر بزرگوں کی تقلید اتنی ہی قابلِ ستائش ہوتی تو پیغمبر بھی اپنے آباؤ اجداد کی راہ پر چلتے رہتے اور دُنیا کو نئی تعلیمات سے کبھی روشناس نہ کرواتے۔آج کے دور میں ایک امریکی مفکرِ تعلیم جان ڈیوی کی نظر میں معاشرتی زندگی کی تشکیلِ نو ہی اصل میں تجربہ کی تنظیمِ نو ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم اگر ثقافتی ورثے کی تشکیلِ نو نہ کرے تو معاشرہ جامد ہو کر رہ جائے گا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے تہذیب وثقافت کی تشکیلِ نو کے ذریعے عربوں کی زندگی میں ایسا تعلیمی انقلاب برپا کر دیا کہ وہ قوم جو اس وقت کسی شمار میں نہ تھی۔ایسی اُبھری کہ وہ تعلیم ،صنعت وحرفت، سائنس اور معاشیات میں دُنیا کی امام بن گئی۔آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ بے شمار قبائل میں بٹے ہوئے ناخواندہ افراد کی یہ قوم بہت تھوڑے عرصہ میں دُنیا کی عظیم ترین قوت بن کر ابھری جو ایک طرف حُسنِ معاشرت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔اور دوسری طرف سائنس ،صنعت وحرفت ، معاشرت اور معیشت میں دُنیا کی قیادت کر رہی تھی۔اپنے اسلاف کے ان کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کی چھاپ ہمارے نظامِ تعلیم پر اس قدر گہری ہو کہ نصاب سازی سے لے کر امتحانات کے انعقاد تک اور تدریس سے لے کر تعمیرِ سیرت کے اہتمام تک طالب علم کی تعلیمی زندگی کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہ رہے جو اسلامی فکر کے رنگ

میں رنگا ہوا نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا یہ بہترین راستہ ہے۔ اس راستہ پر چل کر ہم سائنسی، فنی، معاشرتی اور معاشی علوم کے ہر شعبہ میں اقوامِ عالم کی امامت کے منصب پر فائز ہو سکتے ہیں۔

آج کے دَور میں اس بات کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ تعلیم اسلامی نقطۂ نظر سے موجودہ تہذیب وتمدن کا تنقیدی جائزہ لے اور اس کی تعمیر نو کا فریضہ انجام دے۔ ثقافت کی اصل تشکیل نو یہی ہے۔

۳- فرد کی ضروریات کی تکمیل (Fulfilment of Individual Needs)

آپ جانتے ہیں کہ بچے کے اولین اساتذہ اس کے والدین ہوتے ہیں جو بچے کی تربیت اور کردار کی تعمیر میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ بچہ جب ذرا بڑا ہوتا ہے تو سکول جانا شروع کر دیتا ہے اور معاشرہ کی ثقافت کے تحفظ اور تشکیل نو کے لیے اساتذہ کے ہاتھوں اس کی رسمی تعلیم کا آغاز ہوتا ہے۔ بڑوں کی دُنیا میں داخل ہونے اور بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک بچے کو بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان سب مراحل کی اپنی خصوصیات اور تقاضے ہیں۔ تعلیم کے وظائف میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ بچوں کی صحیح نشوونما کے لیے ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔ ماہرینِ تعلیم بچے کی مناسب تربیت کے لیے درج ذیل ضروریات کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔

- ☆ متعلم کی سب سے پہلی اور اہم ضرورت اس کی جسمانی اور ذہنی صحت ہے۔ اچھی صحت کے بغیر متعلم اپنا کوئی کام خوش اسلوبی سے نہیں کر سکتا۔ متوازن خوراک، مناسب ورزش، کھیل کود اور صاف ہوا، جسمانی صحت کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ معاشرے کو بچے کی ان ضروریات کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ مستقبل کا معاشرہ صحت مند بنیادوں پر تشکیل پا سکے۔
- ☆ متعلم کی یہ ضرورت ہے کہ تعلیم کے ساتھ اسے کھیل کود اور دوسرے مشاغل میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ بچوں کی نشوونما کے لیے کھیل کود اتنا ہی ضروری ہے جتنی کہ اچھی خوراک۔ بچوں کی جسمانی، اخلاقی اور ذہنی نشوونما کے لیے کھیل کود اور دوسرے مشاغل بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرہ اور مدرسہ دونوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ طلبہ کو فارغ اوقات میں مثبت وتعمیری کھیل کود اور صحت مند مشاغل کے مواقع مہیا کریں۔ صحت مند معاشرے کی تشکیل کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی بچوں کی کھیلوں میں دلچسپی لیتے تھے اور ان کے انعقاد کا اہتمام بھی کرتے تھے۔
- ☆ متعلم یہ چاہتا ہے کہ اسے پہچانا جائے اور معاشرہ اس کا احترام کرے۔ بچے کی یہ خواہش فطری ہے کہ وہ اپنے خاندان، رشتہ داروں، دوستوں میں جانا اور پہچانا جائے۔ اس کا احترام کیا جائے۔ وہ دوستوں اور اردگرد کے لوگوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اسے اہمیت دیں اور اس سے تعاون کریں۔ معاشرے کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے وہ معاشرے سے تعاون حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں بچوں کو اچھے اخلاق، ہمدردی اور تعاون کی تربیت دی جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آؤ۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرنے سے باہم احترام کرنے والا معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔
- ☆ متعلم ذمہ دار شہری اور معاشرے کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے جاننا چاہتا ہے کہ اس کے حقوق اور فرائض کیا ہیں؟ متعلم یہ جاننا چاہتا ہے کہ جس معاشرے میں وہ زندگی بسر کر رہا ہے اس میں بطور ایک شہری کے اس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ متعلم یہ پسند کرتا ہے کہ اسے ایک اچھے طالب علم اور ایک اچھے شہری کے طور پر جانا جائے۔ اس سلسلہ میں اس پر جو ذمہ داریاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں وہ انھیں ادا کرنا چاہتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اسے پسند کریں اور اس کے افعال کی تعریف کریں۔

☆ متعلم اپنے ماحول اور کائنات کو سمجھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ سیکھنا چاہتا ہے۔ یہی چیز معلومات اور علم حاصل کرنے کی بنیاد بنتی ہے۔ بچہ اپنے اردگرد کی اشیا زمین، سورج، چاند، ستارے حتیٰ کہ پوری کائنات اور خالق کائنات کے بارے میں جاننا چاہتا ہے کہ اتنی بڑی کائنات میں اس کا مقام کیا ہے؟ یہ کیسے بنی ہے؟ نظام کائنات کیا ہے؟ اس کے اسرارورُموز کیا ہیں؟ اور کیوں ہیں؟ وہ ایسے سوالات کے جوابات جاننا چاہتا ہے۔ بڑے ہونے پر یہی تحقیق وتفتیش کی عادت نئی نئی ایجادات کا باعث بنتی ہے۔

مندرجہ بالا ضروریات کی فراہمی کے لیے متعلم معاشرہ کا محتاج ہے۔ معاشرہ اس کی ضروریات کی فراہمی کے بدلے متعلم پر کچھ معاشرتی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اور یہ مقصد صرف تعلیم کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ افراد کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ ان کی ضروریات پوری ہوں اور وہ اس کے بدلہ میں معاشرہ کی ثقافت کو اپنائیں، اچھے شہری ثابت ہوں اور مستقبل میں زندگی کے مختلف اداروں کو کامیابی سے چلائیں۔

ثقافتی اتحاد اور قومی یکجہتی کے لیے قومی تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور تعلیم کو یہ فرض ادا کرنا چاہیے۔ ناخواندگی بھی ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم یہ مسئلہ حل کرے۔ جمہوریت کے بارے میں تمام مفکرین اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ جمہوریت ناخواندہ اور نیم خواندہ معاشرے میں کام نہیں دیتی۔ اسلام نے تمام مسلمانوں پر تعلیم کا حصول فرض قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود پاکستان کے لوگوں کی اکثریت ناخواندہ ہے۔ ناخواندگی کے خاتمے، جمہوریت کو کامیابی سے چلانے اور ملکی ترقی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم اپنا صحیح کردار ادا کرے۔

مشقی سوالات

-1 علم التعلیم سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کا دائرہ کار بیان کریں۔

-2 ثقافتی ورثے کے تحفظ اور منتقلی سے کیا مراد ہے؟

-3 تعلیم فرد کی نشوونما کرتی ہے۔ مثالوں سے وضاحت کریں۔

-4 "تعلیم ثقافت کی تشکیل نو کرتی ہے"۔ اس کی وضاحت کریں۔

-5 تعلیم بچے کی نشوونما میں مدد کرتی ہے۔ مثالوں کی مدد سے وضاحت کریں۔

-6 فرد کی ضروریات کی تکمیل سے آئندہ کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

-7 درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

-i علم التعلیم کی اہمیت کی پانچ وجوہات لکھیں۔

-ii کسی قوم کے ثقافتی ورثہ سے کیا مراد ہے؟

-iii تعلیم کا ملک کی تہذیب وثقافت سے کیا تعلق ہے؟ بیان کریں۔

-iv تہذیب وثقافت کی تشکیل نو کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔

-v ثقافتی ورثے کی بے جا تقلید کے پانچ نقصانات لکھیں۔

-vi فرد کی پانچ ضروریات کے نام لکھیے۔

vii- انسانی زندگی کے ابتدائی دور میں انسان اپنی نئی نسل کی تربیت کیسے کرتا تھا؟

viii- ''تعلیم اگر ثقافتی ورثے کی تشکیل نو نہ کرے تو معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا'' سے کیا مراد ہے۔

ix- تعلیم کے وظائف کون سے ہیں؟

8- درج ذیل بیانات میں صحیح ہونے کی صورت میں ''ص'' کے گرد اور غلط ہونے کی صورت میں ''غ'' کے گرد دائرہ لگائیں۔

i- پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ ص/غ

ii- علم التعلیم کا مضمون میٹرک سے پی ایچ ڈی تک متعارف ہو چکا ہے۔ ص/غ

iii- سائنس اور فن ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ص/غ

iv- تہذیبی ورثے کی منتقلی صرف تعلیمی اداروں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ص/غ

v- ثقافتی ورثہ کا تحفظ رسمی تعلیم کے بغیر ممکن ہے۔ ص/غ

vi- بچے کے اولین اساتذہ اس کے والدین ہوتے ہیں۔ ص/غ

vii- ثقافت کے عملی پہلو میں بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ ص/غ

viii- ثقافت ہمیشہ تغیر پذیر رہتی ہے کبھی جامد نہیں ہوتی۔ ص/غ

ix- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے کھیلوں میں دلچسپی لیتے تھے۔ ص/غ

x- متعلم کی ضروریات کی فراہمی کی ذمہ داری معاشرہ پر عائد ہوتی ہے۔ ص/غ

9- مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

i- ....فرد کی جامع اور مکمل نشوونما میں مدد کرتی ہے اس میں رسمی اور غیر رسمی تعلیم بھی شامل ہے۔

ii- تعلیمی اداروں کی نگرانی کرنے والے علم التعلیم کے مطالعے کے بغیر..........اُمور کو نہیں سمجھ سکتے۔

iii- مقاصد تعلیم، تعلیمی پالیسی، تربیت اساتذہ، تدوین نصاب، طلبہ اور اساتذہ کے معاملات ایسے موضوعات ہیں جن کا تعلق براہ راست..........سے ہے۔

iv- علم التعلیم کے دو رُخ ہیں یہ سائنس بھی ہے اور..........بھی۔

v- سائنسی طرز فکر کی بنیاد ہر شے کا معروضی مطالعہ ہے جس علم کے اجزا میں باہم ربط نہ ہو وہ..........نہیں۔

10- درج ذیل میں ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں صحیح جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

i- تعلیم کا سب سے اہم فریضہ ہے۔

(ا) تعلیم و تدریس (ب) تدوین مقاصد تعلیم

(ج) اچھے امتحانی نتائج (د) معاشرتی زندگی کی تشکیل نو

ii- تعلیم کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

(ا) معلومات کا حصول (ب) ذاتی تسکین

(ج) ملازمت کا حصول (د) طلبہ کی تربیت

iii- پاکستان کے لوگوں کی اکثریت ہے۔

(ا) ناخواندہ (ب) خواندہ

(ج) تربیت یافتہ (د) نیم خواندہ

iv- جو چیز تجربے اور مشاہدے میں آئے کہلاتی ہے:

(ا) علم (ب) سائنس

(ج) آرٹ (د) مذہب

v- تعلیم کے اہم وظائف کی تعداد ہے۔

(ا) چار (ب) پانچ

(ج) چھ (د) تین

11- ذیل میں دیے گئے کالم (ا) کے اجزا کو کالم (ب) کے اجزا سے اس طرح ملائیں کہ درست جواب حاصل ہو جائے۔

کالم (ا)	کالم (ب)
i- جان ڈیوی نے کہا	ثقافت کی تشکیل نو کرتی ہے۔
ii- معاشرہ کے قیام کے لیے ایک مشترک	جمہوریت۔
iii- سائنس کا تعلق صرف	ثقافت کو اپنائے۔
iv- قومی یک جہتی کے لیے	معاشرتی زندگی کی تشکیل نو ہی اصل میں تجربہ کی تنظیم نو ہے۔
v- معاشرہ توقع رکھتا ہے کہ نئی نسل اس کی	مادی پہلو سے ہے۔
vi- تعلیم کا ایک انتہائی اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ	ثقافت کا ایک ہونا ضروری ہے۔
vii- ناخواندہ اور نیم خواندہ معاشرے میں کام نہیں دیتی	ثقافت کا ہونا ضروری ہے۔